Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | سوموار ۵ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، ۲۴ فتح ۱۳۶۹ ہش، ۲۴ دسمبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۴۱

خدا نمائی کا دور

"میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ دور اب دلائل کا دور نہیں رہا بلکہ اس سے بڑھ کر خدا نمائی کا دور ہے۔ جب تک جماعت احمدیہ میں خدا رسیدہ اور خدا نما وجود پیدا نہیں ہوتے ہم ان ممالک میں کوئی روحانی انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اصل میں اللہ تعالیٰ نے طبائع مختلف پیدا کی ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انکی ایمانی قوت ہی ایسی مضبوط ہوتی ہے کہ اسے کسی نشان کی ضرورت نہیں ہوتی اسکا ایمان کامل ہوتا ہے۔ دیکھو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کون سا نشان دیکھا تھا؟ یا کون سا خواب آیا؟ یا کوئی بشارت ہوئی تھی۔ جس سے انہوں نے آپ کو پہچان لیا تھا۔ اگر ان کا کوئی خواب یا بشارت وغیرہ ہوتی تو اس کا ذکر حدیث شریف میں ضرور ہوتا۔ وہ ایک سفر پر گئے ہوئے تھے۔ راستہ میں واپسی پر انہوں نے ایک شخص سے پوچھا۔ اپنے شہر کی کوئی نئی بات سناؤ۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوئ نبوت سے آپ کو آگاہ کیا۔ فوراً بے چون وچرا مان لیا۔ اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے حالات دیکھے ہوئے تھے۔ وہ بخوبی آگاہ تھے کہ یہ شخص کاذب یا مفتری نہیں۔ ان کو پہلی واقفیت اور عقل سلیم نے آپ کو فوراً قبول کر لینے پر مجبور کیا۔ زمانہ کی حالت کو انہوں نے دیکھ لیا تھا۔

اصل میں نشانات کی ضرورت بھی کمزور ایمان کو ہوتی ہے۔ کامل ایمان کو نشان کی ضرورت ہی نہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۵۶)

سات سال سے کم عمر بچوں کی تربیت خالصتہً والدین کی ذمہ داری ہے

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

میں نے بھی جہاں تک مطالعہ کیا ہے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بچے کی تربیت کا عمل اس کی پیدائش سے شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بعض ماہرین نفسیات کہتے ہیں کہ اگر بچے کو چھوٹی عمر میں ہی زبان سکھائی نہ جائے ایک لمبا خلاء مثلاً سات آٹھ سال تک مسلسل خلاء چلا جائے تو اس کے بعد بچہ کوئی زبان سیکھ ہی نہیں سکتا۔ پھر آپ جتنا چاہیں زور لگائیں جتنی چاہیں کوشش کریں مستقل خلاء جو پیدا ہو جائے گا اس کو پُر کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح بعض علوم یا بعض ذوق ایسے ہیں جو بچپن میں پیدا نہ ہوں تو پھر بعد میں آگے چل کر پیدا نہیں ہوتے ......

امر واقعہ یہ ہے کہ اس عمر میں بچے ماں اور باپ کے سپرد ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے بھی اس پہلو سے روشنی ڈالی ہے اور احادیث میں بھی کثرت سے اس کا ذکر ملتا ہے۔ ہاں یہ بات صحیح ہے کہ والدین کو اس طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ سات سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے بچے کو اپنے فیصلے کا کچھ نہ کچھ اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر کچھ نہ کچھ شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسکو نصیحت کر کے نمازیں پڑھاؤ، عبادت کے مزے چکھانا شروع کر دو۔ معلوم ہوتا ہے اس میں یہ فیصلے کی قوت پیدا ہو چکی ہے کہ ہاں میں نے کچھ کرنا ہے اس لئے اس اختیار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو یہ بتانا شروع کر دو لیکن وہ ایسے رنگ میں قبول کرے جس میں ارادے کا نمایاں دخل نہ ہو۔ کیونکہ یہ عمر جتنی چھوٹی ہوتی ہے۔ اتنا ہی اس عمل میں زیادہ اثر پذیر ہوتا ہے، قوت فیصلہ کے طور پہ نہیں بلکہ جبلّی طور پہ۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"یہ عالم ایک مختصر عالم ہے اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک وسیع عالم رکھا ہے جس میں اس نے ارادہ اور وعدہ کیا ہے کہ سچی اور ابدی خوشحالی دی جائے گی۔"

صدر صاحبان متوجہ ہوں

بوقت منظوری وصیت کنندہ کی قبل از وصیت اخلاقی ودینی حالت کے علاوہ قبل از وصیت مالی حالات کو بھی اس نقطہ نظر سے مدنظر رکھا جائے گا کہ نمایاں مالی قربانی کا عنصر اور وصیت کی روح مجروح نہ ہوتی ہو۔
(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

تحریک جدید صدقہ جاریہ ہے

حضرت فضل عمر نے فرمایا۔

"یاد رکھو تحریک جدید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بفضل خدا تحریک جدید کی نیکی ان نیکیوں میں سے ہے کہ جو لوگ اخلاص سے راہ خدا میں قربانی کریں گے اور متواتر کرتے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب عطا فرماتا رہے گا ......"

تعلیم القرآن

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں۔

"اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔ انہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ ان سے سوال کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اس نعمت یعنی قرآن کریم سے جو انہیں حاصل تھی کیوں محروم کیا؟"

(خطبہ جمعہ الفضل ۳ فروری ۱۹۶۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۲۴۔ فتح ۱۳۶۹ ہش ۲۴، دسمبر ۱۹۹۰ء

ذہنی اور جسمانی صحت

جب ہم صحت کی بات کرتے ہیں تو عام طور پر جسمانی صحت ہی کا ذکر ہوتا ہے۔ حالانکہ صحت کا تعلق جسم سے بھی ہے اور ذہن سے بھی۔ ہو سکتا ہے کہ جسمانی صحت تو بہت اچھی ہو انسان سرخ و سفید ہو اور تندرست و توانا۔ لیکن ذہنی طور پر مریض ہو۔ تو گویا کہ صحت کا دراصل تعلق جسم سے بھی ہے اور ذہن سے بھی۔ اور ہمیں ان دونوں قسم کی صحت کا خیال رکھنا چاہیئے۔

جسمانی صحت کے متعلق بچپن ہی سے تدابیر بتائی جاتی ہیں۔ جن کا خیال رکھنا ازبس ضروری ہے۔ مثلاً بچپن میں کچھ ٹیکے لگنے چاہئیں جو بچوں کو چھ مہلک بیماریوں سے نجات دیتے ہیں۔ زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن احتیاط اور علاج انسان کا فرض ہے۔ اس میں کوتاہی سے نقصان کا بھی احتمال ہوتا ہے اور انسان خدا کا گناہگار بھی بنتا ہے۔ آخر زندگی خدا نے دی ہے اور ہم اس کے امین ہیں۔ اگر ہم اس کا خیال نہیں رکھیں گے تو یقیناً ایک رنگ میں یہ گناہ ہی شمار کیا جائے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بہت سے والدین کو اس بات کا علم ہی نہ ہو کہ بچپن میں ہی بچوں کو ٹیکے لگوا لینے چاہئیں۔ بچہ بظاہر خوب صحت مند ہو۔ گول مٹول۔ ہنستا کھیلتا اور سب کو ہنساتا۔ لیکن اگر یہ چھ ٹیکے نہ لگوائے جائیں تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ بچہ کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے اور زندہ رہنے کی صورت میں معذوری کا۔ پس تمام والدین تک یہ بات پہنچائی جانی چاہیئے۔ اور پھر یہ بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ یہ ٹیکے مفت لگائے جاتے ہیں اور بڑا اہتمام کیا جاتا ہے کہ یہ ٹیکے ضرور لگیں۔

بچپن سے آگے نکل کر بھی صحت کا خیال رکھنا لازمی ہے اگرچہ اس صورت میں تو انسان کی اپنی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔ بچپن میں تو والدین کی ذمہ داری تھی۔ بڑے ہو کر اپنی۔ بہت سے لوگ اس ذمہ داری سے غفلت برتتے ہیں یہ کسی طرح بھی درست نہیں۔ آخر بیمار یا غیر صحت مند رہنے سے کوئی سُکھ تو نہیں ملتا۔ دُکھ ہی ملتا ہے۔ پھر دُکھ کا مداوا کیوں نہ کیا جائے۔ معاشرہ میں ایک بیمار فرد کی طرح رہنے کی بجائے صحت مند اور چاق و چوبند کیوں نہ رہا جائے۔

جہاں تک ذہنی مرض کا تعلق ہے یہ بیماری بھی غفلت سے بڑھ جاتی ہے۔ اگر آغاز ہی میں اسکی طرف توجہ کی جائے تو یقیناً یہ بیماری دُور ہو سکتی ہے۔ انسان خود بھی اچھی زندگی گزار سکتا ہے اور دوسروں کی بھی کوفت اور تکلیف کا باعث نہیں بنے گا۔ ذہنی معذوروں کے لواحقین پر یہ بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ معذور کا پوری طرح خیال رکھیں اور علاج کروائیں۔ معاشرہ کو بہتر افراد کی ضرورت ہے۔ جسمانی طور پر بھی اور ذہنی طور پر بھی۔

ہتھیلی پر سرسوں جمائی ہے کس نے
غریبوں کی ہمّت بندھائی ہے کس نے
جلوس اور جلسوں سے بیزار ہو کر
سیاست کی دنیا بسائی ہے کس نے

ابوالاقبال

چمن سے بھی محبّت ہے ہمیں، اہلِ چمن سے بھی
گلوں کے رنگ و بُو سے، اور کانٹوں کی چبھن سے بھی

ہماری راہ میں رکھ دیں وہ پتھّر، خار بکھرا دیں
ہمارا دل مسل ڈالیں فضاؤں کی گھٹن سے بھی

وہ جو چاہیں کہیں، لیکن ہمارے ہونٹ سی ڈالیں
یہ کیا؟ دُکھتا ہے دل ان کا شریفانہ چلن سے بھی

ہمارے کھیل کے میدان بھی ہیں ناگوار اُن کو
کہ کرتے ہیں کشید اپنی خوشی رنج و محن سے بھی

اسی سے تخت یا تختہ اُجاگر ہے زمانے میں
کہ ہم محلوں سے بھی نزدیک ہیں، دار و رسن سے بھی

سرابوں کے تعاقب میں کہاں تک آبلہ پائی
یہ راحت تو میسّر ہے نگارانِ چمن سے بھی

ہر اک چہرہ مرے ماحول میں مانوس لگتا ہے
کہ خوشبو آ رہی ہے رُوح سے بھی، اور بدن سے بھی

مری سانسوں میں بستے ہو، مرے دل میں دھڑکتے ہو
عمل سے بھی تمہارے ساتھ ہُوں میں، اور سخن سے بھی

ہم اپنی رونقِ گلزار کی باتیں سُنائیں گے
تو بڑھ جائے گی خوشبو بزم میں مُشکِ ختن سے بھی

نسیمؔ آنکھوں میں، اپنے آنسوؤں کو روک کر دیکھو
چمک ان کی فزوں ہو جائے گی دُرِّ عدن سے بھی

نسیم سیفی

"دین کی جڑ اس میں ہے کہ ہر امر میں خدا تعالیٰ کو مقدّم رکھو۔ دراصل ہم تو خدا کے ہیں اور خدا ہمارا ہے۔ اور کسی سے ہم کو کیا غرض ہے۔"
(ملفوظات جلد دہم صہ ۹۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر

(اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نیکی وہ عمل ہے جس سے سب سے زیادہ خوشی حاصل ہو اور بدی وہ عمل ہے جو انہیں حالات میں اتنی خوشی پیدا نہ کرے مگر یہ تعریف بھی صحیح نہیں کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر ایک شخص کو ڈاکہ مار کر سب سے زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہو تو اس کے لئے ڈاکہ مارنا ہی سب سے بڑی نیکی ہوگا۔ حالانکہ اسے کوئی بھی درست تسلیم نہیں کرتا۔

پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ نیکی وہ ہوتی ہے جس کا دنیا کے سب سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ لیکن اس تعریف کو صحیح سمجھا جائے تو ماننا پڑے گا کہ اگر فرانس بلجیئم پر حملہ کرکے اسے لوٹ لے تو جائز ہوگا۔ کیونکہ فرانس کے باشندے بلجیئم کے باشندوں سے بہت زیادہ ہیں۔ بے شک بلجیئم کے تھوڑے سے لوگوں کو نقصان پہنچے گا۔ لیکن چونکہ فرانس کے بہت زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اس لئے ان کا بلجیئم پر حملہ کرکے وہاں کے مال و متاع کو لوٹ کر لے جانا نیکی ہوگا۔ اسی طرح جو قوم بھی اکثریت میں ہو اس تعریف کے ماتحت اس کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اقلیت کو لوٹ لے اور کہے کہ یہ نیکی ہے اور جب کوئی سوال کرے کہ یہ نیکی کس طرح ہوئی۔ تو وہ کہہ دے کہ دیکھو کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے کہ نیکی وہی ہے جس کا دنیا کے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ اس کے مقابلہ میں اگر اقلیت رکھنے والی قومیں اکثریت پر حملہ کریں اور ان کے مال و اسباب لوٹنا چاہیں تو ان کا یہ فعل بدی کہلائے گا کیونکہ اس طرح تھوڑوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور بہتوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

پھر بعضوں نے کہا ہے کہ جس چیز کا زیادہ سے زیادہ اور لمبے عرصے تک فائدہ پہنچے وہ نیکی ہے۔ مگر اس تعریف کے ماننے سے بھی یہ لازم آتا ہے کہ اگر کوئی قوم ۱۰۰ سال تک لوٹ مار کرتی ہے۔ تو وہ کم نیکی کرتی ہے اور اگر وہ ۲۰۰ سال تک لوٹ مار کرتی تو یہ زیادہ نیکی ہوتی۔

پھر بعض لوگ کہتے ہیں۔ نیکی وہ ہے جس سے اپنی ذات کو زیادہ نفع پہنچے اور بدی وہ ہے جس سے اپنی ذات کو نقصان پہنچے مگر اس پر بھی یہ اعتراض پڑتا ہے کہ اگر جھوٹ بولنے سے کسی کی ذات کو زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہو تو اس تعریف کے ماتحت جھوٹ بولنا بھی اس کے لئے نیکی ہوگا۔ حالانکہ اسے کوئی بھی درست نہیں سمجھتا۔

پھر بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نیکی اور بدی کی فطرت پر بنیاد رکھنی چاہیئے۔ یعنی جس چیز کو فطرت نیک کہے وہ نیکی ہے اور جس چیز کو فطرت بد کہے وہ بدی ہے۔ یہ تعریف ایک حد تک تو درست ہے مگر کلی طور پر نہیں۔ میں نے بار بار ایک مثال بیان کی ہے کہ حضرت امام جماعت الاوّل۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے فرمایا کرتے تھے کہ ایک چور کو میں نے سمجھانا شروع کیا کہ چوری بہت بُرا فعل ہے تمہیں محنت کرکے حلال کی کمائی کھانی چاہیئے۔ اس نے کہا مولوی صاحب ہم چوری کے لئے بڑی محنت کرتے ہیں اور ہمیں فلاں فلاں دشواریوں اور دقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ فعل ہمارے لئے بالکل جائز ہے۔ آخر جب چور کو کہا گیا کہ اگر تم کچھ چرایا ہوا سونا سنار کے پاس لے جاؤ اور اس کے پاس رکھ کر دو چار دنوں کے بعد اس سے واپس مانگو اور وہ دینے سے انکار کردے تو پھر کیا ہو۔ اس پر وہ چور کہنے لگا کہ کیا ایسا بھی کوئی خبیث ہو سکتا ہے۔ جو دوسرے کا مال کھا جائے۔ پس بے شک انسانی فطرت بعض باتوں کے متعلق بولتی بھی ہے مگر محدود حد تک کیونکہ انسانی فطرت بسا اوقات برے ماحول کے نتیجے میں مسخ بھی ہو جاتی ہے۔

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ پھر نیکی کس چیز کا نام ہے۔ کیا نیکی وہ ہوگی جس کو مذہب نیکی قرار دیتا ہے۔ اور بدی وہ ہوگی جس کو مذہب بدی قرار دیتا ہے لیکن اگر یہ درست ہو تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کون سے مذہب کی نیکی، نیکی کہلائے گی اور کون سے مذہب کی بدی، بدی کہلائے گی اور یہ سوال ایسا ہے کہ اس کا حل کرنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ دنیا میں کئی مذاہب پائے جاتے ہیں اور ان کی تجویز کردہ نیکیوں اور بدیوں میں آپس میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک مذہب ایک کام کو نیکی قرار دیتا ہے تو دوسرا مذہب اسی کام کو بدی قرار دیتا ہے اس لئے اس تعریف سے بھی ہمیں نیکی اور بدی کا حقیقی علم حاصل نہیں ہو سکتا۔

پھر سوال یہ ہے کہ اگر کوئی چیز بغیر کسی حکمت کے صرف شریعت کے روکنے کی وجہ سے گناہ ہوتی ہے تو شریعت کا یہ فعل لغو قرار پاتا ہے۔ اور اگر برائی کی وجہ سے بری ہوتی ہے تو پھر یہ دلیل نہ ہوئی کہ جس سے شریعت روکے وہ بری ہے۔ بلکہ یہ ہوئی کہ جو بُری شئے ہو اس سے شریعت روکتی ہے اور پھر اس حکم یا نہی کو اس حکمت کی طرف منسوب کرنا پڑے گا جب یہ کہہ دینا کافی نہیں ہوگا کہ جس سے شریعت روکے وہ برائی ہے اور جس کا حکم دے وہ نیکی ہے۔ دینِ حق ان تمام نظریات کے خلاف دنیا کو یہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کی موافقت اختیار کرنا نیکی ہے اور اس کی صفات کے خلاف کام کرنا برائی ہے چنانچہ وہ اس بارے میں ( ) ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا رنگ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ سے بہتر اور کون ہے جس کا رنگ اختیار کیا جاسکے یعنی جس طرح خدا تمام جہانوں کا پالنے والا ہے وہ رحمان اور رحیم ہے وہ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ اسی طرح تم بھی کوشش کرو کہ تم اس کی تمام جہانوں کی پالنے کی صفت کے مظہر بن جاؤ۔ تم اس کی رحمانیت کے مظہر بن جاؤ اس کی رحیمیت کے مظہر بن جاؤ۔ اس کی جزا سزا کے دن کی مالکیت کے مظہر بن جاؤ۔ اسی طرح کوشش کرو کہ تم بھی ایک قسم کے ستار بن جاؤ۔ ایک قسم کے ( ) بخشنے والے بن جاؤ۔ ایک قسم کے قہار بن جاؤ۔ ایک قسم کے حمید بن جاؤ۔ ایک قسم کے مجید بن جاؤ۔ ایک قسم کے شکور بن جاؤ۔ ایک قسم کے ودود بن جاؤ تاکہ تمہیں اللہ تعالےٰ سے ایک رنگ کی مشارکت حاصل ہو جائے اور تم صفات الٰہیہ کے مظہر بن کر اخلاق کا اعلیٰ مقام حاصل کرلو۔

پس دینِ حق کے نزدیک حقیقی خوبی وہ ہے جو حسنِ اَزلی کے نقشے میں ہو۔ اور گناہ یا عیب ہر اس فعل کا نام ہے۔ جو صفات الٰہیہ کے منافی ہو۔ اور چونکہ انسان کو خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی طاقت دی گئی ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لو کہ خدا تعالیٰ اصل ہے اور انسان اس کی تصویر ہے اس لئے تصویر کا حسن اسی میں ہے کہ وہ اصل کے مطابق ہو۔ اور اس کا عیب یہ ہے کہ وہ اصل کے خلاف ہو۔ پس انسان جو عمل بھی ایسا کرتا ہے جو اسے خدا تعالیٰ کی صفات کے موافق بناتا ہے۔ وہ نیکی ہے اور جو عمل اسے خدا تعالیٰ کی صفات سے دُور لے جاتا ہے۔ وہ بدی ہے۔ گویا نیکی کی حقیقی تعریف دینِ حق نے یہ پیش کی ہے کہ نیکی اس عمل یا خیال کا نام ہے جو خدا تعالیٰ سے جو ایک کامل اور بے عیب ذات ہے مشابہت پیدا کرتا ہے اور بدی اس فعل یا خیال کا نام ہے جو اس کامل اور بے عیب ذات کی پسندیدگی یا فعل کے خلاف ہو۔ بے شک ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کو ہی نہیں مانتا اس صورت میں ہمارا فرض ہوگا کہ ہم اس کو خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق دلائل دیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی ہستی ثابت کردینے کے بعد اخلاق صحیحہ کی پہچان کا صحیح معیار یہی ہوگا کہ جو کام الٰہی صفات کے خلاف ہو وہ بُرا ہے کیونکہ وہی ایک ایسی ہستی ہے جو ہر عیب سے پاک ہے اور ہر قسم کی اعلیٰ صفات رکھنے والی ہے۔ اس تعریف کی تعیین کے بعد ہمارے لئے اخلاقِ فاضلہ اور اخلاقِ سیئہ کی شناخت کچھ بھی مشکل نہیں رہتی۔ کیونکہ جب ایک ماڈل مل جائے تو خیالی تصویر کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہم اس بات کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر سکتے ہیں کہ اپنے اندر ہر قسم کی اعلیٰ صفات رکھنے والی ایک ایسی ہستی موجود ہے جس کے نمونے پر چل کر انسانی افعال درست ہو سکتے ہیں اور وہ ہستی اتنی حسین ہے کہ اس کی نقل کرکے انسانی افعال بھی حسین ہو سکتے ہیں۔ پس اگر خدا تعالیٰ کی کوئی ہستی ہے اور ضرور ہے اور وہ اپنے اندر تمام قسم کی صفاتِ حسنہ رکھتی ہے تو جو بھی اس ہستی کے افعال کی نقل کرے گا۔ اپنے اندر اخلاقِ فاضلہ پیدا کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

ہمیشہ دُعائیں لگے رہو

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"میں تو ہمیشہ دعا کرتا ہوں مگر تم لوگوں کو بھی چاہیئے کہ ہمیشہ دعائیں لگے رہو۔ نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو۔ جب یہ حالت ہوگی تو اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا۔ اور اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہوگا تو اللہ تعالےٰ اس کے باعث سے دوسروں کی بھی حفاظت کرے گا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون ۔ سین

نقصانات کا اندازہ

ایسے حالات میں صحیح اندازے لگانا تو مشکل ہوتا ہے لیکن کسی نہ کسی حد تک جو بات کہی جاتی ہے اسے درست ماننا پڑتا ہے۔ عراق نے جب سے کویت پر قبضہ کیا ہے وہاں سے غیر ملکی لوگوں کو اپنے اپنے وطن واپس جانا پڑا پاکستان میں بھی ہزاروں لوگ واپس آئے ہیں۔ اور ہر وہ شخص جو وہاں سے اپنے وطن واپس آیا ہے جو کچھ اس کے پاس تھا اسے وہیں چھوڑنا پڑا اور یوں کہئیے کہ خالی ہاتھ اپنے وطن پہنچا۔ سنا گیا ہے کہ گاڑیاں بھی کویتی نمبر رکھنے کی وجہ سے کویت سے باہر نہیں جانے دی گئیں۔ انکے مالکوں سے کہا گیا کہ وہ عراقی نمبر پلیٹ لگوائیں تو پھر انہیں گاڑیاں باہر لے جانے کی اجازت دی جائے گی اور چونکہ یہ ایک مشکل مرحلہ تھا اس لیئے بہت سے لوگ گاڑیاں بھی وہیں چھوڑ کر کویت سے باہر آگئے۔ جو لوگ پاکستان آئے ہیں انکا موٹا اندازہ یہ ہے کہ ۲۷ ارب روپیہ مالیت کا سامان اور بینک ڈیپازٹ وہاں رہ گئے ہیں یہ خاصی بڑی رقم ہے لیکن پاکستانی جو واپس آئے ہیں انکی تعداد بھی تو خاصی زیادہ ہے انکی رقوم بنک میں جمع تھیں انکے گھروں میں خاصا ساز و سامان تھا اور جو لوگ بزنس کرتے تھے انکے بزنس بھی خاصے چمکے ہوئے تھے۔ اسی لیئے یہ ساری چیزیں ملا کر نقصان کا اندازہ ۲۷ ارب روپے لگایا گیا ہے۔

پاکستان میں ایک پرائیویٹ تنظیم اوورسیز پاکستانیز ویلفئیر ایسوسی ایشن باہر جانے والوں کا خیال رکھنے کے لیئے کچھ عرصے سے قائم ہے اب یہ تنظیم ان لوگوں کا بھی خیال رکھتی ہے جو باہر سے واپس آئے ہیں اس تنظیم نے بتایا ہے کہ اب تک ۸۵ ہزار پاکستانی کویت سے پاکستان واپس آچکے ہیں اور ان میں سے ہر شخص ۱،۵ ملین یعنی ۱۵ لاکھ روپے کا نقصان برداشت کر کے آیا ہے۔ یہ تو ضروری نہیں کہ ہر شخص ۱۵ لاکھ روپے ہی کا نقصان برداشت کر کے ہی آیا ہو لیکن یہ بات درست ہو سکتی ہے کہ اوسطاً ہر شخص کا حصہ ۱۵ لاکھ روپے ہی بنتا ہے اسی تنظیم کے ایک نمائندے نے یہ بھی بتایا ہے کہ پاکستان واپس آنے والے تمام دوست عالمی عدالت انصاف کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ انکا مطالبہ یہ ہے کہ یہ عدالت انہیں عراق سے یہ رقم دلوائے۔ جہاں تک ان کے لیئے پاکستان میں کچھ کیئے جانے کا سوال ہے تو آہستہ آہستہ حکومت اور نجی ادارے کچھ نہ کچھ کرتے رہیں گے۔ فی الحال ایک ہاؤسنگ سکیم تیار کی جا رہی ہے۔ جسکا نام سابق امیر کویت کے نام پر رکھا گیا ہے۔ اسی طرح کچھ سکول کھولے جا رہے ہیں۔ اور صنعتیں اور تجارتی مراکز بھی۔ اس نمائندے نے حکومت کی توجہ اس بات کی طرف دلائی ہے کہ یہ ۸۵ ہزار افراد جواب بے کس اور بے بس ہو کر رہ گئے ہیں انکے لیئے کچھ نہ کچھ کیا جائے خاص طور پر ان لوگوں کے لیئے جن کے پاس نہ کوئی مکان ہے اور نہ کوئی کام۔ خدا جانے یہ بات کہاں تک درست ہے کہ پاکستانی بنک ان لوگوں کے بنک ڈرافٹ وصول نہیں کر رہے اگرچہ وہ بنک ڈرافٹ عراق کے کویت پر قبضے سے پہلے کے بھی بھیجے ہوئے ہوں یعنی وہ بنک ڈرافٹ بھی جو ۱۲ اگست سے پہلے بھیجے گئے تھے اب یہاں کے بنک وصول نہیں کر رہے یعنی ان کی رقمیں ادا نہیں کر رہے۔ یہ بات بھی اس تنظیم کے ایک نمائندے ہی نے بتائی ہے ہو سکتا ہے درست ہو اور ہو سکتا ہے کہ کسی غلط فہمی کی بنا پر یہ بات کہی گئی ہو۔

خون کے بدلے تیل

گذشتہ ہفتے کے روز ہزاروں مظاہرین نے شکاگو میں امریکہ کی خلیج پالیسی کے خلاف مظاہرہ کیا۔ انہوں نے جلوس نکالا اور نعرے لگائے اور ان کے جلوس کی وجہ سے کئی مقامات پر ٹریفک رکا رہا۔ ان کا سب سے زیادہ نعرہ یہ تھا کہ تیل حاصل کرنے کے لئے خون نہیں دیا جا سکتا (NO BLOOD FOR oil) بعض مظاہرین نے گتے کے بنے ہوئے کفن اٹھائے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے راستے میں مختلف مقامات پر تقریریں بھی کیں۔ انہوں نے اس بات کا بھی مظاہرہ کیا کہ کس طرح کفنوں میں لپٹے ہوئے لوگ عراق سے واپس آئیں گے۔

نیو یارک میں اندازہ لگانے پر پتہ چلا کہ امریکہ کے ۷۵ فی صد لوگ عراق کے خلاف جنگ کر کے خلیج کا تنازعہ حل کرنا چاہتے ہیں نیوز ویک جریدہ نے ۷۶۹ اشخاص سے انکی رائے معلوم کی تو پتہ چلا کہ ۶۰ فی صد جارج بش کی خلیج سے متعلق پالیسی سے اتفاق کرتے ہیں لیکن یہ تجزیے جنہیں پول POLL کہا جاتا ہے ضروری نہیں کہ حرف بہ حرف درست ہوں۔ انہیں تجزیوں کے ذریعے یہ بھی پتہ چلا کہ ۵۳ فی صد لوگوں نے اس بات کی خواہش کا اظہار کیا کہ ۱۵ جنوری تک انتظار کرنا چاہیے۔ یہ وہ تاریخ ہے جو اقوام متحدہ نے عراق کو کویت سے نکل جانے کے لئے دی ہوئی ہے۔ ۶۰ فی صد لوگوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ اگرچہ صدر صدام نے بیرونی لوگوں کو اپنے ملک سے چلے جانے کی اجازت دے دی ہے۔ لیکن یہ امریکیوں کے فیصلے پر کسی طرح بھی اثر انداز نہ ہو گا۔ شکاگو میں جن لوگوں نے مظاہرہ کیا انہوں نے ان لوگوں سے بھی اپیل کی ہے جو ہر قسم کی جنگ کے خلاف ہیں کہ وہ خلیج کے تنازعے کے سلسلے میں ۲۶ جنوری کو واشنگٹن میں جمع ہو کر ایک بہت بڑا مظاہرہ کریں اس شکاگو والے مظاہرے کے ساتھ ساتھ بہت سے چھوٹے چھوٹے شہروں میں بھی مظاہرے کئے گئے اگرچہ پول کے ذریعے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ بہت سے امریکن عراق کے خلاف جنگ کو ترجیح دیتے ہیں یعنی اس صورت میں کہ عراق کویت کو خالی نہ کرے لیکن جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے۔ یہ پول ہمیشہ حرف بہ حرف درست ثابت نہیں ہوتے اور پھر اس طرح بات کا کہہ دینا بالکل اور بات ہے۔ اور اپنے آپ کو جنگ میں جھونک دینا اور بات۔ ہم نے اپنے کسی پہلے مضمون میں یہ بتایا ہے کہ کس طرح وہ فوجی جو عراق میں جنگ کے لئے وہاں بھیجے گئے ہیں۔ راستے میں اور خلیج میں پہنچ کر بھی جنگ کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو جنگ کے لئے بھیجے گئے ہیں ان کی صرف رائے نہیں پوچھی گئی رائے تو گھر میں بیٹھ کر بتائی جا سکتی ہے اور ایسی صورت میں جبکہ جنگ کا پورا بوجھ سر پر محسوس نہیں ہوتا لیکن وہ لوگ جو جنگ میں بھیجے جاتے ہیں اور وردی پہن کر اسلحہ اٹھا کر میدان جنگ میں کھڑے ہوتے ہیں کہ کب حکم ملے اور وہ گولیاں چلائیں اور دوسری طرف سے آنے والی گولیوں کا مقابلہ کریں۔ ان کی رائے عام طور پر دوسرے لوگوں سے مختلف ہوتی ہے۔

"ایڈز" کا عالمی دن

گذشتہ دنوں اسلام آباد میں "ایڈز" کے عالمی دن کے لئے سیمینار منعقد کیا گیا اس موقع پر سختی سے اس بات کی تاکید کی گئی کہ اگر مذہبی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور اخلاقی اور سماجی اقدار کو سامنے رکھا جائے تو اس مہلک بیماری سے پاکستان کو مکمل طور پر چھٹکارا مل سکتا ہے۔

اس موقع پر مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ پبلک ہیلتھ سے لوگوں کو پوری طرح متعارف کروانا چاہیے خاص طور پر پرائیویٹ اور غیر حکومتی تنظیموں اور ایجنسیوں کو جس میں روٹری کلب اور مذہبی تنظیمیں۔ تعلیمی تنظیمیں اور ایسی تنظیمیں جو منشیات کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ انہیں اس بارے میں پوری توجہ کے ساتھ کام کرنا چاہیئے اس سیمینار کی صدارت پروفیسر علی محمد انصاری ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ نے کی آپ نے حاضرین کو بتایا کہ سارے ملک میں اس وقت ایڈز کی بیماری کے متعلق ۱۸ مراکز قائم کیئے جا چکے ہیں ان مراکز میں معائنے کر کے اس بات کا پتہ لگایا جاتا ہے کہ کسی شخص کو ایڈز کی بیماری تو نہیں۔ ساری دنیا میں اس وقت ۶۰ لاکھ افراد ایڈز کی بیماری کا شکار ہیں۔ لیکن انہوں نے بتایا کہ خدا کے فضل سے پاکستان میں حالت خاصی بہتر ہے

انہوں نے مزید بتایا کہ ایڈز کے جراثیم زیادہ تر جنسی بے راہ روی کے نتیجے میں انسانی جسم میں داخل ہوتے ہیں اور اگر مرد اور عورت نہایت وفاداری کے ساتھ میاں اور بیوی کی حیثیت سے زندگی گزاریں تو ۶۲ فی صد لوگ اس بیماری سے کلیۃً پاک رہ سکتے ہیں۔ انصاری صاحب نے یہ بھی بتایا کہ ایڈز کی بیماری کی ایک اور وجہ خون دینا ہے۔ یعنی ایسے لوگ بھی خون دے دیتے ہیں جو خود بیمار ہوتے ہیں یا منشیات کے عادی ہوتے ہیں اور ان کا خون حاصل کر کے انسان ایڈز کی بیماری میں مبتلا ہو سکتا ہے تیسرا طریق ایڈز کی بیماری میں مبتلا ہونے کا یہ ہے کہ ماں ایڈز کی بیماری میں مبتلا ہو تو اس سے پیدا ہونے والے بچے بھی اِس بیماری کا شکار ہو سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جہاں تک ایڈز کے عالمی دن کا تعلق ہے انہوں نے کہا کہ یہ اس لئے منایا گیا ہے تا لوگ مصمم ارادہ کر لیں کہ اس مہلک بیماری کے خلاف انہوں نے جنگ کرنی ہے۔

انصاری صاحب نے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی پاکستانی برانچ کے متعلق وضاحت سے بتایا کہ وہ کس کس رنگ میں اس بیماری کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالغفور صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اس وقت تک ۶۰ مریضوں کی تشخیص ہو چکی ہے پاکستان میں ان میں سے ۱۳ کی وفات ہو چکی ہے۔ کل ایڈز کے مریضوں میں ۱۶ عورتیں اور ۴ بچے شامل ہیں انہوں نے بھی حکومت کی طرف سے قائم کردہ ایڈز کے مراکز کا ذکر کیا اور خاص طور پر ۱۹۸۸ء کے پروگرام کا جس کے ذریعے اب تک ایک لاکھ افراد کا طبی معائنہ کیا جا چکا ہے۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ بھی اس سلسلے میں خاصا کام کر رہی ہے اس انسٹی ٹیوٹ کے ذریعے لوگوں کو تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ ایڈز کے مریضوں کا کس طرح معائنہ کر سکتے ہیں اور کس طرح انہیں اس بیماری سے بچنے کی ہدایات دے سکتے ہیں۔ اس وقت تک اس انسٹی ٹیوٹ کے ذریعے ۲۲۰ افراد کو تربیت دی جا چکی ہے ۱۸ مراکز کا جو پہلے ذکر کیا گیا ہے اب ڈاکٹر غفور صاحب نے بتایا کہ عنقریب آٹھ یا نو مزید مراکز کھولے جا رہے ہیں۔

اس سیمینار میں حاضرین کو یہ بھی بتایا گیا کہ یہ بات کسی صورت میں بھی درست نہیں ہے کہ صرف کسی کے لمس سے ایڈز کی بیماری ہو سکتی ہے یا جو لوگ ایڈز کے بیماروں کی تیمار داری کرتے ہیں انہیں اس بیماری کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام الناس کو صحیح خطوط پر تعلیم دی جائے اور انہیں بتایا جائے کہ انہیں مریضوں کے متعلق کیا کچھ کرنا چاہئیے۔

چین میں شادی

آج سے بیس پچیس سال پہلے کی بات ہے ہمارے ایک محترم بزرگ چین گئے اور واپس آ کر انہوں نے اپنی ایک تقریر میں حاضرین کو بتایا کہ وہاں اخلاقی معیار خاصا اونچا ہے فیکٹریوں میں یا سڑکوں پر کبھی آپ مرد اور عورت کو ہاتھ میں ہاتھ ڈالے نہیں دیکھیں گے بلکہ ان کے تو لباس ہی ایسے ہوتے ہیں کہ مرد اور عورت کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ اور اس طرح جذبات کے قابو سے باہر ہونے کا امکان ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر کسی سے کبھی کوئی ذرا سی بھی اخلاقی غلطی ہو جائے تو اسے سزا دی جاتی ہے تقریر سنتے ہوئے ہم یہ سوچ رہے تھے۔ کہ انسانی فطرت کو آخر کب تک دبایا جا سکتا ہے۔ مرد اور عورت تو ایک دوسرے کے لئے کشش کا باعث ہیں۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ اس کشش کو زیادہ سے زیادہ کنٹرول میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ لیکن جہاں پر مذہب آڑے نہیں آتا وہاں اس کا کنٹرول میں رکھنا کوئی آسان بات بھی نہیں ہے قوت بازو سے تو ایسا کیا جا سکتا ہے لیکن اگر وہ قوت بازو معاشرے سے الگ ہو جائے تو یہ بات ممکن نہیں ہے چنانچہ اس کے چند ہی سال بعد دیکھا گیا کہ چین میں خاصی آزادی کی لہر دوڑ گئی۔ لباس میں بھی اور رہن سہن میں بھی شادی کے متعلق کہتے ہیں کہ پرانے زمانے میں چینی دلہن سرخ لباس میں ملبوس سر سے پاؤں تک اور چہرے پر ایک دبیز پردہ ڈالے اٹھا کر خاوند کے گھر تک لے جائی جاتی تھی۔ اور لے جانے کے لئے ایک کرسی استعمال کی جاتی تھی۔ اپنے گھر سے خاوند کے گھر تک اس کے اقربا گانے بجانے میں مصروف رہتے تھے۔ لیکن یہ باتیں اب بیجنگ کی فوٹو گرافی کی دکانوں میں تصاویر ہی میں دیکھی جا سکتی ہیں آجکل وہاں کے نوجوان یوروپی طریقے پر شادی کرنا پسند کرتے ہیں اگرچہ حکومت اس بات پر زور دیتی ہے اور اکثر تلقین کرتی رہتی ہے کہ شادی بیاہ کے موقعے پر اخراجات کم کئے جائیں لیکن خاصے اخراجات اٹھ جاتے ہیں ۶۰ کے دہاکے میں ایک نوجوان اس وقت تک شادی کرنے کی امید نہیں لگا سکتا تھا جب تک کہ اس کے پاس تین چیزیں اپنی ہونے والی بیگم کو دینے کے لئے موجود نہ ہوں اور وہ تین چیزیں یہ تھیں۔ گھڑی۔ بائیسکل اور کپڑا سینے کی مشین لیکن اب حالات بہت بدل چکے ہیں۔ اب اسے تین سنہری چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے انگوٹھی گلے کا ہار اور کنگن۔ بعض لوگ تو ایسے بھی ہیں جو اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں چار بڑی چیزیں مہیا کی جائیں۔ رنگین ٹیلی ویژن ریفریجریٹر واشنگ مشین اور وڈیو ریکارڈر جہاں تک دور دراز گاؤں کا تعلق ہے وہاں اب بھی دلہن کی قیمت ادا کی جاتی ہے دلہن کے والدین عام طور پر ۴۲۵ ڈالر سے ۱۵۰۰ ڈالر تک اپنی بیٹی کی قیمت وصول کرتے ہیں اگرچہ حکومت انتہائی کوشش کر رہی ہے کہ لڑکیوں کا اس طرح فروخت کرنا بند کیا جائے لیکن ایسا ابھی تک ممکن نہیں ہو سکا اگرچہ یہ بات ہے دور دراز کے دیہاتی علاقوں کی چینی سوشل ورکرز کا اندازہ ہے کہ اس وقت ۲۸ اور ۴۹ کی عمر کے دوران کے مرد اور عورتیں جو غیر شادی شدہ ہیں ان کی تعداد صرف گیارہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ شادی کا رجحان پورے زوروں پر ہے اور تقریباً ہر نوجوان لڑکا ہو یا لڑکی شادی ضرور کر لیتا ہے باوجود اس کے کہ لڑکے کو مہنگی چیزیں دینی پڑتی ہیں اور دور کے علاقوں میں اسے اپنی بیوی خریدنی پڑتی ہے لیکن بہرحال شادیاں ہوتی ہیں اور خوب ہوتی ہیں اگر سارے ملک میں اندازہ یہ ہو کہ صرف گیارہ غیر شادی شدہ مرد اور عورتیں ایسے ہیں جنکی عمر ۲۸ سے ۴۹ سال تک کی ہے تو یقیناً اسکا یہی مطلب ہو گا کہ سارے چین میں سب شادی کے قابل لوگ شادی شدہ ہیں۔

اسرائیل اور امن کانفرنس

اسرائیل کے وزیر اعظم ینگ شمیر نے گزشتہ منگل کے روز جارج بش سے ملاقات کر کے کہا کہ وہ کسی صورت بھی اس عالمی کانفرنس کی حمایت نہیں کر سکتے جو مشرق وسطیٰ کے تنازعات کو حل کرنے کے لئے بلانے کی تجویز کی جا رہی ہے انہوں نے کہا کہ ایسی کانفرنس سے ان پارٹیوں کا آپس میں مل بیٹھ کر بات کرنا مشکل ہو جائے گا۔ جو براہ راست فلسطینی مسئلے سے متعلق ہیں۔ اگرچہ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ تنظیم آزادی فلسطین کے رہنماؤں سے کسی صورت بھی بات کرنے کے لئے تیار نہیں اس سے اگلے ہی روز یعنی بدھ کو امریکی تاجروں کے ساتھ ناشتہ کرتے ہوئے انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ وہ شام کو لبنان کا انتظام سنبھالنے سے ہر ممکن طریق سے روکنے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ دنوں جو کچھ لبنان میں ہوا اس سے ہمیں پریشانی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ آزادی کی طرف کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا بلکہ شام کے تسلط کو زیادہ مضبوط کرنے کی کوشش کی گئی ہے ویسے شام کے متعلق انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ وہ ایک ایسا ملک ہے جس کے ساتھ وہ ہر معاملے کے متعلق بات کر سکتے ہیں۔

شمیر نے کہا کہ ۱۹۷۵ء میں جب لبنان میں سول وار شروع ہوئی تو شام نے اپنے آپ کو اسی ملک کے نظام سے منسلک کر لیا اور یہ بات اس وقت زیادہ شدت اختیار کر گئی جب مائیکل عون کی عیسائی ملیشیا کو بیروت میں شام کے فوجی دستوں نے شکست دی اور یہ بات اس وقت وقوع پذیر ہوئی جب عراق نے کویت پر حملہ کیا۔ شمیر نے مزید کہا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اقتصادی اور سیاسی معاملات کو شانہ بشانہ چلنا چاہئیے تاکہ اس علاقے میں جمہوریت کا دور دورہ ہو انہوں نے اپنے اس ارادے کا بھی اظہار کیا کہ اس سلسلے میں اسرائیل لبنان کی بہبود کے لئے بلکہ سارے علاقے کی بہبود کے لئے ہر ممکن کوشش کرنے کے لئے تیار ہے شمیر نے کہا کہ جب امن کا دور دورہ ہو گا تو اب جو لوگ روس سے ہجرت کر کے اسرائیل آ رہے ہیں ان کی آمد کو بہتر طریق پر سمجھا جائے گا۔ اور لوگ یہ محسوس کرنے لگیں گے کہ سارے علاقے کو اس سے فائدہ ہوا ہے۔

جہاں تک عالمی کانفرنس کا تعلق ہے۔ امریکہ نے اس عندیے کا اظہار کیا ہے کہ اگر قرارداد کے ڈرافٹ میں اس کا ذکر ہو گا تو وہ اسے سیکورٹی کونسل میں ویٹو کر دیں گے۔

فرانس نے اس بات پر اصرار

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ کالم

اس کے بعد میں بچوں کو مخاطب کرتا ہوں میں نے بتایا ہے کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک بعد میں آنے والے ترقی یافتہ نہ ہوں مجھے قدرتاً بچوں کی تربیت سے بہت لگاؤ ہے لیکن کبھی کوئی کام عمدگی سے نہیں ہو سکتا جب تک اس کے کرنے کا طریق مدِ نظر نہ رکھا جائے۔ اور ہمارے ملک میں مشکل یہ ہے کہ اس طریق کو مدِ نظر نہیں رکھا جاتا جس سے کسی کام میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ میرے نزدیک جس بات کی طرف سب سے پہلے توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور جو نہایت خطرناک طور پر پھیلی ہوئی ہے وہ بے استقلالی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کسی نے پوچھا سب سے بڑی نیکی کا کام کون سا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ماں باپ کی خدمت کرنا اس نے پھر پوچھا اور آپؐ نے پھر یہی جواب دیا۔ اسی طرح ایک شخص نے یہی سوال کیا تو آپؐ نے اس کی حالت کے مطابق اسے جواب دیا اور جب تک وہ پوچھتا رہا اسے دہراتے رہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہی سب سے بڑی نیکیاں ہیں بلکہ یہ کہ چونکہ ان میں اس کی خلاف ورزی سب سے بڑا نقص تھا اس لئے اس کی طرف توجہ دلائی۔ ہمارے ملک میں بھی ایک نقص ہے اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ سب سے بڑا کامیابی کا گر کیا ہے تو میں یہی کہوں گا کہ استقلال۔ پھر پوچھے گا تو یہی کہوں گا۔ پھر پوچھے گا تو بھی۔ یہی کہوں گا اور اگر کوئی دوسرا آدمی آکر پوچھے گا تو اس کو بھی یہی جواب دوں گا اور تیسرے کو بھی یہی۔ حتیٰ کہ جتنے پوچھتے جائیں گے اور جتنی بار پوچھیں گے یہی کہوں گا کہ ہر کام میں کامیابی حاصل کرنے کا گر استقلال ہے اس کے نہ ہونے کی وجہ سے ہر کام میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ایک شخص اٹھتا ہے اور کوئی کام شروع کرتا ہے پھر چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہے اس طرح جو تھوڑا بہت کیا کرایا ہوتا ہے وہ بھی ضائع ہو جاتا ہے پس جب تک استقلال کی عادت بچوں میں اور ان کی تربیت کرنے والوں میں نہ ڈالی جائے اس وقت تک ساری کوشش بے فائدہ ہے۔ دیکھو آج تو یہاں جلسہ ہو رہا ہے لیکن اگر سال کے بعد اس کام کے متعلق کچھ بھی نہ ہو اور اسے چھوڑ دیا جائے تو اسکا بچوں پر زیادہ مضر اثر پڑے گا کسی کام کے شروع کرنے کا ایک اثر ہوتا ہے مگر وہ عارضی ہوتا ہے اور کام کو چھوڑ دینے کا ایسا اثر پڑتا ہے کہ جن پر ہوتا ہے ان کو بھی اسکا پتہ نہیں لگتا۔ مگر نہایت خطرناک ہوتا ہے ہر کام جو شروع کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے اسکا اثر بچوں پر پڑتا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں بڑے ہمیں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ کسی کام کو لگاتار نہیں کرنا چاہیئے اور اس طرح وہ کامیاب نہیں ہو سکیں گے لیکن اگر ان پر یہ اثر پڑے کہ جو کام شروع کیا جائے اسے کرتے ہی جانا چاہیئے تو ہر کام میں استقلال اختیار کریں گے اور کبھی ناکام نہ ہوں گے بے استقلالی ایک بہت بڑا نقص ہے یہ تو بچوں کی انجمن ہے اس نے مجھے بار بار اپنے جلسے میں شامل ہونے کے لئے لکھا اور میں آج سے قبل نہ آسکا لیکن ایک بڑوں کی انجمن میں نے بنائی تھی پہلے پہلے میں اس میں خود شامل ہوتا رہا تاکہ کام چلنے لگ جائے لیکن جب سے میں نہیں گیا اس کے جلسے بھی بند ہو گئے ہیں۔ اس کے سیکرٹری کا دوسروں کو استقلال سے کام کرنے کا وعظ کرتے کرتے تو منہ خشک ہو جاتا ہو گا اور کام کرنے کی تجویزیں سوچتے سوچتے دماغ پراگندہ ہو جاتا ہو گا مگر وہ کام جو شروع کیا تھا وہ نہ کر سکے اور چھوڑ دیا وہ تجویزیں تو بڑی بڑی گورنمنٹوں کو بتانے کے لئے تیار ہوں گے مگر یہ چھوٹا سا کام بھی نہ کر سکے یہ ٹھیک ہے کہ کوئی اکیلا آدمی کام نہیں چلا سکتا۔ لیکن اگر استقلال اختیار کیا جائے تو اگر سب میں نہیں تو کچھ آدمیوں میں ضرور استقلال پیدا ہو جائے گا یورپ کے لوگوں نے اس بات کو خوب سمجھا ہے اور وہاں ایسی دکانیں اور اخبارین ہیں جو تین تین سو سال سے برابر چل رہی ہیں۔ جب سے خیال آیا ہے کہ اخبار جاری کیا جائے یا اس قسم کی دکان نکالی جائے۔ اسی وقت سے وہ چلی آرہی ہیں۔ اسی طرح کئی مدرسے ہیں جب سے ان کا خیال آیا اس وقت سے چلے آرہے ہیں۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ شروع کرنے والوں نے استقلال کے ساتھ کام چلایا۔ اس کا اثر اوروں پر پڑا انہوں نے کام کرنا شروع کر دیا پھر اوروں پر اسی طرح کام چلتا گیا تو والدین کے بعد کارکن اور بچوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ استقلال سے کام کرو ماسٹر صاحب (علی محمد) نے کہا ہے کہ اس کام میں بچوں نے اور ان کے والدین نے مجھ سے تعاون نہیں کیا اس لئے یہ کام ایک دفعہ شروع ہو کر بند ہو گیا تھا۔ اب پھر جاری کیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر وہ استقلال سے کام کرتے رہتے تو اس کا اثر ضرور ہوتا اور کام جاری رہتا۔ انہوں نے دوبارہ کام کیوں شروع کیا۔ اسی لئے کہ ان کے دل سے پہلی ناکامی کا اثر دور ہو گیا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ کوئی مدد نہیں دیتا اس لئے کام نہیں کر اسکتا مگر پھر شروع کر دیا اس کا نام بے استقلالی ہے وہ پہلی باتوں کو بھول گئے اور پھر کام شروع کر دیا انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ استقلال سے جب تک کام نہ ہو گا اس وقت تک کامیابی نہ ہوگی۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم عبدالمجیب صاحب شاہد مربی سلسلہ کی اہلیہ کا ہرنیا کا اپریشن ۱۷ دسمبر کو فضل عمر ہسپتال میں ہوا ہے۔

○ مکرم مسعود احمد صاحب خورشید۔ کراچی اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی ٹانگ میں مستقل طور پر درد کی تکلیف رہتی ہے۔ ان کی اہلیہ ناصرہ بیگم صاحبہ بوجہ انجائنا اور بلڈ شوگر بیمار ہیں۔ ان کے بیٹے حمید انور صاحب کا لندن میں دل کا تیسری مرتبہ بائی پاس کا اپریشن ہوا ہے اور بیٹی صادقہ حمید کرامت بوجہ سانس کی تکلیف کے بیمار ہیں۔

احباب ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

بقیہ: ص ۵ سے آگے

کیا ہے کہ فلسطینیوں کی حفاظت کے لئے جو قرار داد اقوام متحدہ میں پیش کی جانے والی ہے اس میں عالمی کانفرنس کا ذکر ضرور ہونا چاہیے۔ فرانس کے وزیرِ خارجہ نے اصرار کے ساتھ یہ کہا کہ جہاں تک مشرق وسطیٰ میں امن کے قیام کا سوال ہے فرانس اس بات کو ضروری سمجھتا ہے کہ عالمی امن کانفرنس منعقد کی جائے اگرچہ امریکہ تو اس بات کے خلاف ہے لیکن فرانس سمجھتا ہے کہ خلیج کا تنازعہ لبنان کا جھگڑا اور فلسطینی مسئلہ یہ ساری چیزیں ایک دوسرے سے منسلک ہیں اور اس لئے ان سب کو یکجائی طور پر دیکھنا چاہیے اور ان کے متعلق فیصلے کرنے چاہئیں۔

حال ہی میں اپنے ایک خطبے میں حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ دنیا کے تمام جھگڑوں کا پس منظر عصبیت ہے حضور نے نہایت تفصیل کے ساتھ مختلف ممالک کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ کس طرح دبی ہوئی عصبیتوں کو ابھارا جا رہا ہے بڑے ملکوں نے چھوٹے ملکوں کی عصبیتوں کے نقشے بنا رکھے ہیں اور جب وہ چاہتے ہیں کسی ملک میں ان کی عصبیت کو ابھار دیتے ہیں اور وہاں فساد پیدا ہو جاتا ہے حضور نے احمدیہ جماعت کے ہر فرد سے فرمایا ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں لوگوں کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کریں کہ جب تک یہ عصبیتیں ختم نہیں ہوں گی اس وقت تک دنیا کا امن قائم نہیں ہو سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نَو

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت وتندرستی کے ساتھ لمبی عُمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہوکر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

مشہود احمد ابن مکرم سہیل احمد صاحب
دارالرحمت وسطی ربوہ

رحمت باری وجیہہ بنت مکرم حامد احمد صاحب
آف سکندر پورہ پشاور۔ حال دارالعلوم غربی ربوہ

سعدیہ بتول بنت مکرم ملک محمد اکرم صاحب
۸ ہم، تحریک جدید ربوہ

شائستہ طاہر بنت مکرم طاہر احمد صاحب ناصر
دارالرحمت شرقی ربوہ

راجہ عمر یوسف ابن مکرم راجہ محمد یوسف صاحب
دارالرحمت وسطی ربوہ

صبیح صادق ابن مکرم محمد صادق صاحب
دارالعلوم غربی ربوہ

حسن سہیل ابن مکرم شیخ سہیل اختر صاحب
اٹک

بینش نایاب ابن مکرم محمد موسیٰ صاحب
دارالرحمت وسطی ربوہ

محبوب احمد ہاشم ابن مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب
دارالفتوح ربوہ

مرزا مبشر احمد ابن مکرم مرزا نعیم احمد صاحب
پاک آٹو سٹور گولبازار ربوہ

عثمان قاسم ابن مکرم محمود اشرف صاحب
فیکٹری ایریا ربوہ

عدنان احمد خالد ابن مکرم اخلاق احمد خان صاحب
محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ

احمد فہیم ابن مکرم نعیم احمد ندیم صاحب
انصاف واچ ہاؤس ربوہ

طوبیٰ احمد ابن مکرم نعیم احمد ندیم صاحب
انصاف واچ ہاؤس ربوہ

عزیزہ وردہ بنت مکرم ناصر احمد صاحب سامی
قادر آباد ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

علی مرتضیٰ ابن مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب
کیرانوالی (گجرات)

خالد احمد ابن مکرم منظور احمد صاحب
داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ

ماریہ بشیر بنت مکرم بشیر اللہ صاحب
میرا بھڑکا۔ آزاد کشمیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسرائیل کی دھمکی

اسرائیل نے امریکہ کی توجہ اسطرف مبذول کروائی ہے کہ عراق کی فوجی طاقت کو متوازن بنانے کیلئے جو کچھ بھی کیا جا سکتا ہے وہ کرنا چاہیئے اور اس کے ساتھ ہی یہ دھمکی بھی دی ہے کہ اگر خلیج کا تنازعہ سفارتکاری کی کوششوں سے حل ہو گیا تو وہ خود آگے بڑھ کر بغداد پر حملہ کرے گا۔ تاکہ عراق کی فوجی طاقت کو کم کیا جا سکے اسرائیل کے وزیر خارجہ ڈیوڈ لیوی (DAVID LEVY) نے امریکی سفیر کو بتایا کہ اسرائیل یہ توقع رکھتا ہے کہ واشنگٹن اپنے اس ہدف پر قائم رہے گا۔ کہ عراق کو کویت سے نکال باہر کیا جائے اور صدر صدام حسین کی فوجی طاقت کو تباہ کیا جائے۔ کیونکہ اس طاقت نے اکثر یہودی ریاست کو دھمکیاں دی ہیں مسٹر لیوی نے انتباہ کیا کہ اگر یہ ہدف حاصل نہ کیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ اسرائیل اپنے آپ کو اس بات پر مجبور پائے کہ آج تک جو ہلکے ہاتھ کی پالیسی اس نے اپنائے رکھی ہے۔ وہ اسے چھوڑ دے اور خلیج کی جنگ میں کود پڑے۔ انکی وزارت خارجہ کے حکام نے اس بات کی تردید کی ہے کہ لیوی کا یہ بیان اسرائیل کی سابقہ پالیسی سے متصادم ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اسرائیل میں جو اعصابی جنگ جاری ہے اس کا اب کھل کر اظہار ہونے لگا ہے۔ اور خاص طور پر اس لئے کہ جیمز بیکر کے بغداد جانے اور طارق عزیز کے واشنگٹن جانے کے متعلق فیصلے ہو رہے ہیں مسٹر لیوی نے اپنی پارلیمنٹ سے کہا کہ اگر امن کے لئے کوئی کارروائی کی گئی جس نے اسرائیل کو خطرے میں ڈال دیا تو وہ اس کارروائی کو کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ یوروپ سے آئے ہوئے ایک وفد سے باتیں کرتے ہوئے لیوی نے کہا کہ اگر عراق کی طرف سے اسرائیل کو ایک ذرا سا بھی خطرہ محسوس ہوا تو اسرائیل فوراً کارروائی کرے گا۔ اس وفد سے باتیں کرتے ہوئے مسٹر شمیر نے کہا کہ عراق کی دھمکیوں پر ہم نہایت سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں۔

اسرائیل کو اس بات کا بھی غصہ ہے۔ کہ امریکہ نے اسے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ امریکہ کے جو تحقیقاتی سیٹلائٹ جو عراق کے سلسلے میں پرواز کرتے ہیں ان میں اسے شریک کار بنایا جائے۔ اور یہ اس لئے کہ امریکہ کو اس بات کا خدشہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسرائیل جوش میں آکر قبل از وقت حملہ کر دے یہ بات تو اب کوئی راز نہیں رہی کہ جہاں تک عراق کے ساتھ جنگ کرنے کا تعلق ہے۔ امریکیوں میں اب وہ جوش و خروش نہیں ہے۔ اور اس سے بعض حلقوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ عراق اپنی وسیع فوجی طاقت کو بحال رکھنے میں کامیاب ہو جائے گا اور اس میں کیمیاوی ہتھیار بھی شامل ہیں جو بعد میں اسرائیل عرب تنازعے میں استعمال کئے جا سکیں گے۔

یہ خدا کی شان ہے کہ جس دھوم دھڑکے سے امریکہ اور اسکے اتحادیوں نے عراق کیخلاف باتیں شروع کی تھیں اور خیال یہ پیدا ہو گیا تھا کہ عراق پر حملہ کر کے اسکی فوجی طاقت کو ختم کر دیا جائے گا وہ ساری کی ساری اب ہوا میں تحلیل ہوتی نظر آرہی ہیں۔ عراق نے کسی موقعے پر بھی کمزوری نہیں دکھائی۔ اگرچہ اس نے احسان کا سلوک تو کیا ہے یعنی یرغمالیوں کو اپنے گھروں کو واپس جانے دیا ہے۔ یہ اسکی کمزوری نہیں بلکہ اسکی طاقت کا ایک ثبوت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عراق اور کویت کا تنازعہ دنیا کی سپر پاورز اور ان کے اتحادیوں کے حل کرنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ یہ تنازعہ عرب ریاستوں کو آپس میں گفت و شنید کے ذریعے حل کرنا چاہیئے۔ یہی امن کا طریق ہے۔ اگر اسکے علاوہ کوئی اور طریق استعمال کیا گیا۔ تو یقیناً یہ علاقہ بلکہ دنیا کے دیگر حصے بھی امن سے محروم ہو جائیں گے۔

خبریں

ملکی خبریں

○ پاکستان کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب نے سی پی این ای کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اب ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہمیں بھک منگوں کی طرح جینا ہے یا غیرت سے۔ انہوں نے کہا کہ قومی مفاد کی خاطر جو فیصلے کئے گئے ہیں انہیں کسی دباؤ کے تحت واپس نہیں لیا جائے گا۔

○ ایرانی قونصل آقائے صادق گنجی کے مبینہ قاتل کے دماغ سے گولی نکال دی گئی ہے۔ ایک ہفتہ تک ملزم کچھ بتانے کے قابل ہو جائے گا۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ صحافت کی کوالٹی کو کنٹرول کرنا ایڈیٹروں کا کام ہے۔ اگر وہ نہ کر سکے تو حکومت خود یہ کام کرے گی۔

○ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان نے کہا ہے کہ سرحدوں پر بھارتی فوجوں کی موجودگی سے کشیدگی پیدا ہو رہی ہے۔ دونوں ملکوں کے فوجی حکام ہر ہفتے باقاعدگی سے ٹیلی فون پر رابطہ کریں گے۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ چترال کی پہاڑی پر روسی قبضے کی اطلاع غلط ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق پر اسرائیل کے حملے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اسرائیل نے بغیر کسی پیشگی اطلاع کے خلیج میں میزائیل پھینکنے کا تجربہ کیا۔ امریکہ نے اپنی افواج کو چوکس کر دیا ہے۔ امریکی وزارت دفاع نے کہا ہے کہ اسرائیل نے ۱۹۸۱ء میں بھی اسی طرح عراق پر بمباری کر دی تھی۔

○ بھارت کے وزیر اعظم مسٹر چندر شیکھر نے کہا ہے کہ پاکستان بھارت کیخلاف ایٹم بم استعمال نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں صدارتی راج کی مدت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

○ آقائے صادق گنجی کو ان کے آبائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا نماز جنازہ میں ۴۰ لاکھ افراد نے شرکت کی۔

○ بھارت کے شہر آگرہ میں کرفیو کے دوران ہنگامے کے نتیجہ میں ایک شخص ہلاک ہو گیا۔

اعلان تعطیل

مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۰ء کو قائداعظم محمد علی جناح کے یوم پیدائش کے سلسلے میں تعطیل ہوگی۔ لہذا اس روز پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(مینیجر)

ماڈرن ایجوکیشن سکول

ربوہ میں بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے

۱۹۷۸ء سے مصروفِ خدمت

٥۔ شہرت یافتہ ٥۔ منفرد

٥۔ معیاری ٥۔ مثالی

جدید طرزِ تعلیم کی اوّلین درس گاہ

داخلہ یکم جنوری ۱۹۹۱ء سے شروع ہوگا

پرنسپل، ماڈرن ایجوکیشن سکول عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعے کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔

شریف احمد بھٹی

پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ

فون: گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

پتہ